روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | بدھ ۴ شوال ۱۴۰۹ ہجری، ۱۳۶۸ ہش، ۱۰ مئی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۰۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کی دوسری صدی کی پہلی عید

مرکز سلسلہ ربوہ میں عید الفطر نہایت عقیدت و احترام سے منائی گئی

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے سب کو سلام اور عید مبارک

ہزاروں کی تعداد میں احباب و خواتین کی آمد۔ مولانا سلطان محمود انور صاحب نے نماز پڑھائی اور خطبہ دیا

ربوہ ۹۔ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ میں جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کی پہلی عید الفطر مؤرخہ ۷ مئی ۱۹۸۹ء کو نہایت درجہ عقیدت و احترام اور مذہبی جوش و خروش سے منائی گئی۔ بیت الاقصیٰ میں نماز عید محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اور خطبہ میں پہلے حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام سنایا اور اس کے بعد پیغام میں بیان فرمودہ بعض امور کی وضاحت فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کے ان الفاظ "مبارک سو مبارک" کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا موصوف نے فرمایا کہ آج سے سو سال پہلے جس موعود نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی ماموریت کا اعلان کیا تھا۔ پچھلے سو سال کی کامیابیوں اور دنیا بھر میں اسکی مقبولیت نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ سچا تھا۔ جن لوگوں نے اسے رد کر دیا اور وہ کسی اور کے ظاہر ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ جب ایک سو سال گزر گئے اور ان کا مزعومہ موعود ظاہر نہ ہوا تو آج ان کے دل میں شکوک پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں اس سلسلہ میں مولانا موصوف نے بعض اخبارات کے حوالے بھی دیئے۔

آپ نے فرمایا کہ آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے عید کی حقیقی خوشیاں عطا کی ہیں اور ایک کروڑ سے زائد فرزندان احمدیت قدرت ثانیہ کے روحانی نظام کے تحت کامل دلی اتحاد اور یگانگت کے ساتھ دنیا کے ۱۲۲ ممالک میں عید کی اجتماعی خوشی منا رہے ہیں مخالفین نے ہر ممکن کوشش کی کہ ان کی خوشیوں کو چھین لیا جائے مگر جسے اللہ تعالیٰ آسمان سے "مبارک سو مبارک" کا پیغام بھیجے اس کی خوشیاں کون چھین سکتا ہے۔

دوسرے خطبہ میں محترم مولانا صاحب نے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دعا کی تحریک فرمائی اور اسی طرح متعدد بیمار بھائی بہنوں ضرورت مندوں اور اسیران راہ مولیٰ کو دعاؤں میں یاد رکھنے کی تلقین کی۔

نماز عید الفطر کی ادائیگی کا وقت صبح ساڑھے سات بجے مقرر تھا لیکن احمدیت کی دوسری صدی کی پہلی تاریخی عید الفطر کے لئے احباب وقت سے قبل ہی بیت الاقصیٰ پہنچ گئے جہاں بیت الذکر کے علاوہ بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس موقعہ پر اردگرد کے مقامات سے بھی کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ اور ایک بہت بڑے جلسہ کا سماں دیکھنے میں آ رہا تھا۔ نماز کے بعد احباب نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور حسب دستور گلے ملے۔

گھر واپسی پر بہت سے احباب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کے مطابق اپنے دوستوں اور خاص طور پر مستحقین کو اپنی استطاعت کے مطابق تحفے دیئے اور اس طرح جماعت کی یکجہتی کا جیتا جاگتا ثبوت پیش کیا۔

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے مدیر الفضل کے نام ایک حالیہ مکتوب میں تمام احباب کو محبت بھرے سلام کا تحفہ عنایت فرمایا ہے اور سب کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی ہے۔

حضور انور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہے۔ احباب کرام التزام کیساتھ حضور کیلئے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کے جملہ مقاصد دینیہ کو احسن طریق پر پایہ تکمیل تک پہنچائے اور حضور کے خدام کو احسن طریق پر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

● خاکسار کے برادر نسبتی مکرم ڈاکٹر کریم احمد قمر مقیم دوبئی کو اللہ تعالیٰ نے ۴ بیٹوں کے بعد بیٹی سے نوازا ہے۔

نومولودہ فریحہ بشریٰ کریم مورخہ ۱۶ اپریل ۸۹ء کو دوبئی میں پیدا ہوئی ہے۔ عزیزہ مکرم میاں عبدالرحیم صاحب زرگر دارالنصر غربی۔ ربوہ کی پوتی اور مکرم میجر ڈاکٹر (ریٹائرڈ) منیر احمد صاحب آف کوئٹہ کی نواسی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو ہر لحاظ سے قرۃ العین بنائے۔

رفیق الدین
۲۴/۱۰۷ پیپلز ٹاؤن
ڈرگ کالونی۔ کراچی

قریشی محمد اسد اللہ مربی سلسلہ کی بیوہ محترمہ سکینہ انور صاحبہ بنت میاں عبدالرحیم صاحب طویل عرصہ کی علالت کے بعد کل مورخہ ۸ مئی ۱۹۸۹ء بروز سوموار فضل عمر ہسپتال میں وفات پا گئیں۔ موصوفہ پرہیزگار، پابند صوم و صلوٰۃ موصیہ تھیں۔ رات گیارہ بجے مکرم مولوی سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی، اور تدفین کے بعد محترم راجہ محمد یعقوب صاحب صدر محلہ دارالصدر شرقی نے دعا کرائی۔

ان کی اولاد صرف ان کی اکلوتی بیٹی عزیزہ مریم صدیقہ ہیں۔ احباب جہاں موصوفہ کی رفع درجات کیلئے دعا کریں، وہاں عزیزہ مریم کیلئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے صبر جمیل عطا فرمائے اور اس کا حامی و ناصر ہو۔

سید عبدالحی
دارالصدر شرقی۔ ربوہ

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں...
....یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے: اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔

کشتی نوح

"استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں۔ یا تو وہ گناہ نہ کرے۔ یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدانجام سے بچالے۔ سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہیئے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہیئے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل چاہیئے۔ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو۔ یہ ضروری ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۲۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰ مئی ہجرت ۱۳۶۸ ۱۰ مئی ۱۹۸۹ء

عشرتِ قطرہ

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے نئی صدی کے آغاز پر جماعت کی خصوصی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی ہے کہ ہماری تمام تر ترقیات کا نقطۂ مرکز یہ اللہ تعالےٰ کی توحید ہے اور جس جس قدر ہم اس مرکزی نقطہ کو اپناتے چلے جائیں گے اسی اسی قدر ہماری زندگی کو جِلا ملتی چلی جائے گی اور ہماری ترقیات کی منزلیں طے ہوتی چلی جائیں گی۔

اقرارِ توحید اور اس پر مستحکم ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے ہر کام کا رُخ اللہ تعالےٰ ہی کی طرف پھیر دیں۔ اس سے استمداد کریں اور اس کے بھروسے پر قدم اٹھائیں اور آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اور اس سب کچھ کیلئے اس سے ہر لمحہ دعا کرتے رہیں۔ دعا کی قبولیت ہی ہمارے کام کرے گی۔ دعا کے سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت کے آپ ہمیشہ مورد رہیں) نے فرمایا۔

"یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دعا سے فیض نہیں اٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالےٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے اس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے۔ یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے۔"

آیئے ہم اقرار و استحکام توحید پر قائم رہتے ہوئے منزل کو نگاہ میں رکھیں اور دعاؤں میں لگ جائیں۔ پہلی صدی گزر گئی۔ اس میں بھی بہت کچھ ہوا لیکن دوسری صدی کے تقاضے اس سے بہت زیادہ ہیں۔ اور یہ تقاضے دعاؤں کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ کام کام اور دعا دعا۔ اگر ہماری زندگی کا محور ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے ہمیں پہلے سے بہت زیادہ نوازے گا اور ہماری منزل قریب بھی کر دے گا اور آسان بھی۔

خدا کرے کہ ہم سب کے سب من حیث الجماعت حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی فکروں کو اپنا لیں۔ اور حضور کے نقشِ پا پر چلتے ہوئے وہ سب کچھ کر گزریں جس کا دوسری صدی تقاضا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب حقیقی راحتیں پروردۂ آلام ہیں
رنج و غم کی تلخیاں ایمان ہی کا نام ہیں
ہر چہ آئد بر سرِ فرزندِ آدم بگذرد
منزلِ مقصود کے شائد یہی پیغام ہیں

ابوالاقبال

پاک وطن

یہ پاک وطن پاک وطن پاک وطن ہے — یہ خاک غلامانِ محمدؐ کا چمن ہے

جس ارضِ مقدس پہ کیا سجدہ جبیں نے
آج اس کا تقدس کیا پامال ہمیں نے
یہ کیسا فسوں پھونکا ہے شیطانِ لعیں نے
ہر شخص یہاں اپنی ہی دنیا میں مگن ہے

یہ پاک وطن پاک وطن پاک وطن ہے — یہ خاک غلامانِ محمدؐ کا چمن ہے

اے پاک وطن کیا تیرے شہروں کو ہوا ہے
کیا بات ہوئی بھائی سے کیوں بھائی جدا ہے
جس دیس کی ایثار و اخوت پہ بناء ہے
آج اس کی فضاؤں میں تعصب ہے جلن ہے

یہ پاک وطن پاک وطن پاک وطن ہے — یہ خاک غلامانِ محمدؐ کا چمن ہے

اس ارضِ مقدس پہ بہت خون بہا ہے
کچھ فکر کرو لگتا ہے اللہ خفا ہے
یہ ملک بزرگوں کی دعاؤں کا صلہ ہے
اللہ کی رحمت بھی یہاں سایہ فگن ہے

یہ پاک وطن پاک وطن پاک وطن ہے — یہ خاک غلامانِ محمدؐ کا چمن ہے

اے اہلِ وطن ہوش کرو کچھ تو خدارا
یہ باغ تمہارا ہے جسے تم نے اجاڑا
اس باغ کا ہر پھول دل و جاں سے ہے پیارا
کیوں آج چمن زار میں کانٹوں کی چبھن ہے

یہ پاک وطن پاک وطن پاک وطن ہے — یہ خاک غلامانِ محمدؐ کا چمن ہے

(اصغری نورالحق خان)

مصیبت کے زخم کیلئے مرہم

"یاد رکھو مصیبت کے زخم کیلئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حافظ مظفر احمد

توکّل علی اللہ

(قسط دوم آخر)

میں سوچتا ہوں کہ وہ خدا جو ہر روز نئی شان دکھاتا ہے اس کی اس صفت کے کامل مظہر ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزانہ مکّے کی گلیوں میں بت نے دکھ اٹھا رہے ہوتے تھے تو کس شانِ توکّل اور استقامت سے ان گلیوں میں پھرتے ہونگے مکّے کے وہ گلی کوچے اور در و دیوار یقیناً اس پاک وجود سے روز توکّل کی نئی شان دیکھتے ہوں گے۔ اور توکّل کے نظاروں کو تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔ ان میں سب سے بڑھ کر طائف کا واقعہ ہے جہاں خدا کا رسول اہل مکّہ کے مسلسل انکار کے بعد بھی اس قوم سے مایوس نہیں ہوتا اور اللہ توکل ان کے بعض اور قبائل کو دعوت دینے کیلئے طائف جاتا ہے۔ مگر وہاں بھی کوئی امان دینے کیلئے آمادہ نہیں ہوتا۔ تو آپ ایک عجیب توکّل کے ساتھ بقول خود جدھر کو منہ آیا ادھر چل پڑتے ہیں۔ (بخاری) اور تنہا خدا کی راہ میں وہ اذیتیں اٹھاتے ہیں جن سے بڑھ کر تصوّر کرنا مشکل ہے۔

مکّی دَور کا ایک عجیب واقعہ

حضورؐ کی زندگی کے مکّی دَور کا ایک عجیب واقعہ رسول اللہ کی شانِ توکّل کو ظاہر کرتا ہے۔ "اراش" قبیلہ کا ایک شخص اپنے اونٹ لے کر مکّے آیا۔ ابوجہل نے اس سے اونٹ خریدا مگر رقم ادا کرنے میں ٹال مٹول اور حیل و حجت سے کام لینے لگا۔ وہ شخص تنگ آکر قریش کی مجلس میں آیا اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیت الحرام کے ایک کونے میں بیٹھے تھے ـــــ وہ اراشی شخص کہنے لگا کہ اے قریش کے لوگو! کوئی ایسا شخص بتاؤ جو ابوجہل سے مجھے قرض واپس دلا دے۔ میں ایک اجنبی مسافر ہوں اور ابوجہل میرا حق دبا گیا ہے ـــــ اہلِ مجلس نے مذاق کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ شخص تمہیں قرض واپس کروا سکتا ہے۔ قریش نے جان بوجھ کر ابوجہل کی رسول اللہ کے ساتھ جو عداوت تھی اسے مدِنظر رکھ کر یہ بھونڈا مذاق کیا۔ وہ شخص (جو کوئی سادہ سا دیہاتی معلوم ہوتا تھا) رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور عرض کیا کہ قریش کہہ رہے ہیں کہ آپ مجھے ابوجہل سے میرا حق لے کر دے سکتے ہیں اللہ آپ کا بھلا کرے آپ میری مدد کریں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ڈرے نہ جھجکے بلکہ کمال شانِ توکل سے فرمایا کہ چلو چلتے ہیں۔ قریش نے جب دیکھا کہ واقعی آپؐ اس دیہاتی کا حق دلوانے ساتھ ہو لئے ہیں تو اپنا ایک آدمی پیچھے بھیجا کہ دیکھ کر آؤ کیا تماشہ ہوتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کے دروازے پر گئے۔ اس نے پوچھا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں "محمدؐ" ہوں۔ تم ذرا باہر آؤ۔ ابوجہل باہر آیا تو چہرہ کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ آپؐ نے صرف اتنا فرمایا کہ اس شخص کا حق اسے دیدو۔ ابوجہل نے کہا ٹھیک ہے میں ابھی دیتا ہوں اور اس نے فوراً دیہاتی کا قرض ادا کر دیا تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے اور اراشی شخص سے فرمایا کہ تم اپنا راہ لو۔ مگر وہ شخص سیدھا خانہ کعبہ میں قریش کی مجلس میں آیا اور ان کا شکریہ ادا کرنے لگا کہ تمہارے کہنے کے مطابق اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے میرا حق دلوایا ہے۔ قریش نے جو آدمی تماشہ دیکھنے بھجوایا تھا وہ بھی آگیا اور اس نے بھی اس واقعہ کی تائید کی۔ تھوڑی دیر بعد خود ابوجہل مجلس میں آن پہنچا۔ اہل مجلس اور کفار قریش اسے کہنے لگے تیرا برا ہو یہ آج تو نے کیا کیا؟ محمد سے ڈر کر قرض ادا کر دیا۔ ابوجہل بولا خدا کی قسم! جونہی انہوں نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا مجھ پر ایک خوف طاری ہو گیا اور باہر آیا تو محمد کے سر پر ایک خوفناک اونٹ دیکھا اور مجھے ایسے لگا کہ اگر میں نے قرض دینے سے انکار کیا تو یہ اونٹ مجھے نگل جائے گا۔

(سیرت ابن ہشام محقق جزاوّل صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ مصر)

مدنی دور میں توکّلِ رسول کے ظاہر ہونے کے بہت واقعات آئے مگر احد کا موقع وہ تھا جس نے توکّل کی عجیب شان دیکھی۔

درہ احد سے خالد بن ولید کے دوبارہ حملہ کے بعد ستّر کے قریب مسلمان شہید ہوئے اور کثیر صحابہ زخمی ہوئے۔ خود رسول خدا کو بعض روایتوں کے مطابق ۲۴ شدید زخم آئے۔

(تفسیر روح البیان سورہ آل عمران آیت ۱۲۲)

چہرہ زخمی اور خون آلود ہوا، دانت مبارک شہید ہوئے اور بہت خون بہا۔ یہاں تک کہ خود کہہ اٹھے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کیا۔

(بخاری مغازی باب غزوہ احد)

اس وقت ایک تجارتی وفد سے جو مکہ سے مدینہ آرہا تھا پتہ چلا کہ ابوسفیان دوبارہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسکی نوبت یوں آئی کہ لشکر کفار جب احد کے بعد فتح کے شادیانے بجاتا ہوا مکّے کے قریب پہنچا تو اہلِ مکّہ اور عرب قبائل نے ان کو کہا کہ یہ فتح بھی کوئی فتح ہے۔ نہ تم محمد کو قتل کر سکے نہ انکی عورتوں کو قیدی بنایا۔ یہ تو بہت برا ہوا یہ فتح کیسی؟ تمہیں تو دوبارہ مدینے پر حملہ کرنا چاہیئے۔ اس پر مشرکین دوبارہ حملہ کیلئے تیار ہو گئے اور ابوسفیان نے ایک تجارتی وفد کے ہاتھ یہ پیغام بھجوایا کہ ہم دوبارہ آرہے ہیں تیار ہو جاؤ۔

عمدۃ القاری للعینی ج ۱۷ صفحہ ۱۹۲ کتاب المغازی باب غزوہ احد)

مگر اس وقت بجائے خوفزدگی کے ان زخمی صحابہ کے اندر عجیب شان توکّل و شجاعت دیکھنے میں آئی۔ اس خبر سے ان کے ایمان اور بڑھ گئے اور یہی ابراہیمی نعرہ ان کی زبان پر بلند ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے اور اس سے بہتر کارساز کون ہو سکتا ہے۔

(آل عمران)

مگر یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نمایاں اور سب سے بڑھی ہوئی شانِ توکّل بھی ظاہر ہوئی اور وہ اس طرح کہ آپ کی کمال بصیرت نے فیصلہ کیا کہ اگر لشکر کفار کے دوبارہ حملہ کی خبر درست ہے تو پھر ہمیں غنیم کو دوبارہ یہ موقع دینے کی بجائے اس کا تعاقب کرنا چاہیئے تاکہ اس پر رعب پڑ جائے۔ اور ہم جو بھی دفاع کریں مدینہ سے دور اور باہر نکل کر کریں تاکہ مدینہ کی عورتیں اور بچے بھی محفوظ رہیں۔ چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا کہ ہم لشکر کفار کا تعاقب کریں گے کون ہمارا ساتھ دے گا ـــــ

اس موقع پر صحابہ خاموش ہو گئے!

کیا یہ خاموشی اس وجہ سے تھی کہ ۷۰ شہید مسلمانوں کی شہادتیں ان کے سامنے تھیں؟

کیا یہ خاموشی اس لئے تھی کہ صحابہ خود زخمی تھے! یا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید زخمی حالت کو دیکھ کر صحابہ دشمن کے تعاقب کو پسند نہ کرتے تھے ـــــ مجھے تو ان عشاقِ رسول کے نمونوں سے آخری بات میں زیادہ وزن نظر آتا ہے ـــــ صحابہ کی اس خاموشی کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پر شوکت الفاظ سے توڑا وہ بھی اس کے مؤید ہیں جن کا ماحصل یہ تھا کہ اگر تمہیں میری فکر ہے تو پھر سنو! میرا تو یہی عزم ہے کہ لشکر کفار کا تعاقب کرنا ہے۔ اور اگر تم میں سے ایک شخص بھی میرا ساتھ نہ دے تو میں اکیلا تعاقب میں نکل کھڑا ہوں پس میں تمہیں ترغیب دلاتا ہوں کہ تعاقب میں نکلو۔

جب صحابہؓ نے یہ دیکھا کہ ہم جس کی خاطر ہچکچا رہے تھے اسکے توکّل کا یہ عالم ہے تو لبیک لبیک کہہ کر دیوانہ وار اس تعاقب کی مہم میں اپنے نام پیش۔ ان میں ابوبکر بھی تھے اور زبیر بھی تھے۔ اور آن واحد میں ستّر زخمی صحابہ کا ایک دستہ تیار ہو گیا ـــــ ایک انصاری صحابی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ کی طرف سے کفار مکّہ کے تعاقب کا اعلان ہوا تو میں اور میرا بھائی شدید زخمی حالت میں تھے میں نے بھائی سے کہا کہ ہماری حالت تو جو ہے سو ہے، شدید زخمی بھی ہیں اور سواری تک پاس نہیں! مگر کیا رسول اللہ کے ساتھ اس غزوہ میں ہم شریک نہ ہوں گے ـــــ چنانچہ ہم نے اس غزوہ میں شریک ہونے کا فیصلہ کر لیا میرے زخم ذرا کم تھے مگر بھائی شدید زخمی تھا، ہم زخموں سے نڈھال اس مہم میں لڑکھڑاتے اور گرتے پڑتے شریک ہوئے۔ میرا زخمی بھائی جب چلنے کے قابل نہ رہتا تو میں اسے پشت پر اٹھا لیتا۔ یہاں تک ہم اس غزوہ سے واپس لوٹے۔

(عمدۃ القاری جزء ۱۸ صفحہ ۵۲ کتاب التفسیر آل عمران باب الذین استجابوا)

یہ غزوہ حمراء الاسد کہلاتا ہے جس میں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شانِ توکل ظاہر ہوئی جو ایسے بلند مقام کو ظاہر کر رہی ہے جہاں کسی عام انسان کا پہنچنا مشکل ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

انسان کو چاہیئے کہ تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دیوے اور خدا پر بھروسہ رکھے تو پھر اُسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو سکتی خدا پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا پر چھوڑے اس کا نام توکل ہے اگر وہ تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہوگا۔ اور اگر نری تدبیر کر کے اس پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا پر توکل نہیں ہے تو وہ تدبیر بھی پھوکی (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہوگی۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۹ مورخہ یکم مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

محترمہ سیدہ نسیم سعید صاحبہ کی دو چھوٹی چھوٹی کتابیں "حضرت آدم علیہ السلام" اور "حضرت نوح علیہ السلام" اس وقت سامنے ہیں آپ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے علمی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں آپ کے والد محترم سید شفیع احمد محقق دہلوی کی تصانیف تو اور بھی کئی تھیں لیکن "میرزائی" اور "دوربین" نے بہت شہرت پائی۔ آپ کی والدہ محترمہ ایک ماہوار رسالے "دستکاری" کی مدیرہ تھیں اور مالکہ بھی۔ آپ کے ایک بھائی سید برکات احمد کی حال ہی میں انگریزی زبان میں ایک کتاب شائع ہوئی تو علمی طبقے نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ایک اور بھائی سید حسنات احمد صاحب آجکل کینیڈا میں ہیں۔ اور وہاں سے "نیو کینیڈا" اخبار شائع کر رہے ہیں۔

یہ دو چھوٹی چھوٹی کتابیں سلسلہ قصص الانبیاء سے تعلق رکھتی ہیں۔ "حضرت آدم علیہ السلام" جب شائع کی گئی تو محترم حبیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ نے پیش لفظ میں فرمایا :-

"ہر دور اور ہر ملک کے بچوں کو قصے کہانیوں میں طبعی طور پر دلچسپی ہوتی ہے۔ کہیں چڑیا چڑے اور طوطا مینا کی کہانیاں۔ کہیں کوہ قاف کے قصے کہیں سند باد جہازی کے کارنامے۔ کہیں گلیور کے سفرنامے۔ بچوں میں مقبول ہیں۔ بچوں میں سنی گئی جنوں بھوتوں اور پریوں کی کہانیوں میں ناپختہ ذہن کیلئے دلچسپی اور تفریح کا سامان تو ضرور ہوتے ہیں۔ مگر ان کہانیوں کے غیر حقیقی کردار شخصیت کی تشکیل میں منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ بعض کہانیاں لاشعوری طور پر ذہن میں انجانے خوف چھوڑ جاتی ہیں اور بعض کہانیاں جھوٹی امیدوں کے سہارے بے عملی کی روش پر ڈال دیتی ہیں حقیقی زندگی میں انگوٹھی رگڑنے سے کوئی جن حاضر ہو کر کوئی محل تعمیر نہیں کرتا۔ کہانیوں کے بارے میں بچوں کے اس ذہنی شوق کو شروع سے ہی صحت مند خطوط پر ڈال دیا جائے تو محض فرضی قصے کہانیوں میں بھٹکتے رہنے کی بجائے حقیقی واقعات و حکایات سے بچے اپنے ذہنوں کو جلا بخش سکتے ہیں آگے چل کر آپ لکھتے ہیں "سیدہ نسیم سعید صاحبہ نے قرآن مجید سے قصص الانبیاء مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی کہانی اسی سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔ فاضل مصنفہ نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر اور علم کلام اور بالخصوص جماعت احمدیہ کے قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔"

دوسری کتاب "حضرت نوح علیہ السلام" ہے۔ اس کے متعلق اس کتاب کے آغاز میں "حضرت آدم علیہ السلام" کتاب پر کچھ آراء شامل کی گئی ہیں۔

سب سے پہلی رائے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد صاحب کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"کتاب حضرت آدم علیہ السلام بہت اچھی ہے۔ اور بھی لکھنی چاہئیں کیونکہ بچوں کے لئے بہت ضرورت ہے اللہ تعالیٰ اسے نافع اور رہنما بنائے۔"

اسی طرح حضرت سیدہ طاہرہ ناصر صاحبہ کی رائے۔ آپ فرماتی ہیں۔

"آپ کا کتابچہ پڑھ کر بہت لطف آیا۔ بہت ہی دلچسپ اور مفید سلسلہ شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد اسے احسن رنگ میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی آپ کو اپنے خاص فضل سے توفیق عطا فرمائے۔ بچوں کی فطرت کیونکہ ابھی بہت پاکیزہ ہوتی ہے اس لئے قدرتی طور پر وہ سچی اور حقیقی کہانیوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور اپنی طبیعت میں زیادہ اطمینان محسوس کرتے ہیں۔ میں یہ بات اپنے بچپن کے تجربے کی بناء پر کہتی ہوں۔ اپنی امی سے انبیاء کی کہانیاں سنتے ہوئے بہت زیادہ لطف آتا تھا۔ اور اپنے بچپن کی پسندیدہ کہانی جو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق تھی اسے اب بھی آپ کے سلسلے میں پڑھنے کا انتظار رہے گا۔"

محترم محمود احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ نے اس پر ریویو کرتے ہوئے کہا :

"کتاب مل گئی ہے آپ نے بہت محنت اور لگن سے لکھی ہے۔ اور شائع بھی کر دی۔ بچوں کے لئے بہت اچھا تحفہ ہے اللہ تعالیٰ جزاء دے۔"

محترمہ مسز فرخندہ شاہ صاحبہ سابق پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ نے فرمایا :-

"میں نے بڑی دلچسپی سے کتاب حضرت آدم علیہ السلام کا مطالعہ کیا ہے۔ اس نے بچوں کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ بچوں کے لئے محدود سے چند کتب شائع کی گئی ہیں جن میں سے اکثر میں کوئی خاص بات نہیں۔ جبکہ اس کتاب کو پڑھ کر حضرت آدم علیہ السلام کی ایک سچی تصویر سامنے آتی ہے حضرت نوح علیہ السلام اس سلسلے کی دوسری کتاب ہے جو کچھ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کہا گیا ہے۔ وہی باتیں اس دوسری کتاب پر بھی صادق آتی ہیں۔ ہم ان دونوں کتابوں کو احباب کی خدمت میں اس سفارش کیساتھ پیش کرتے ہیں کہ اپنے بچوں کو یہ کتابیں پڑھائیں اور انکے ذوق کو زیادہ سے زیادہ جلاء دینے کی کوشش کریں۔"

شذرات

نون۔ سین

فیصلہ کون کرے؟

"دی نیشن" لاہور میں چند ایک خطوط شائع ہوئے ہیں۔ جن کے لکھنے والوں نے توجہ اس جانب مبذول کروائی ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین (CONSTITUTION) میں ۱۹۷۴ء میں جو دوسری ترمیم کی گئی تھی اور جس کا تعلق احمدیہ جماعت کو کافر قرار دینے سے تھا۔ اس کے متعلق کاؤنٹس جی کا یہ کہنا کہ یہ ترمیم "ان فیمس" (INFAMOUS) یعنی بدنام زمانہ تھی۔ بالکل درست بات ہے۔ ان خطوط میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو اپنے مذہب کے اظہار سے کس طرح روکا جا سکتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اس بات کو کس طرح واجب کہا جا سکتا ہے کہ جو کچھ وہ کہے وہ تو آپ نہ مانیں اور اس کے مذہب کے متعلق اس فیصلے کا اظہار کریں کہ اس کو اپنے مذہب کا کوئی اور نام رکھ لینا چاہیئے۔ دنیا میں کہیں ایسا قانون موجود نہیں ہے۔ اور فطرت ایسے قانون کو دھکے کے دے کر معاشرے سے نکالتی ہے۔ آزادی ضمیر کے ہی یہ خلاف ہے اور انسانی بنیادی حقوق کو بھی تلف کرنیکا ایک ذریعہ ہے۔ ان مراسلہ نگاروں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایسا کوئی بھی فیصلہ قائداعظم کے خیالات کی تردید بلکہ تنسیخ کرنے والا بھی ہو سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم کسی شخص کو بھی جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہو کسی طرح بھی غیر مسلم قرار دینے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ اگر وہ بھی اس جھمیلے میں پڑ جاتے کہ مسلمان کون ہے اور مسلمان کہلانے والوں میں سے کس کو غیر مسلم قرار دے دیا جائے تو یقیناً پاکستان کے لئے ان کی تحریک اتنی کمزور ہو جاتی کہ وہ کبھی پاکستان حاصل نہ کر سکتے۔ ان کا حقیقی کارنامہ تو یہ تھا کہ انہوں نے ہر قسم کے اختلافات کے باوجود تمام ایسے مذہبی لوگوں کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے تھے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ اور اس طرح ایک ایسی قوت کا مظاہرہ کیا جس کے آگے نہ ہندو ٹھہر سکے نہ انگریز۔ مراسلہ نگاروں میں اے اے ضیاء فیصل آباد۔ بشیر احمد جھنگ۔ لطف الرحمٰن صاحب

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

سر سید احمد خاں

برصغیر پاک و ہند میں سر سید احمد خاں کا نام علی گڑھ یونیورسٹی کے تعلق میں بھی معروف ہے اور انکی تصانیف و تالیفات کی وجہ سے بھی۔ کچھ لوگ انہیں اس سلسلے میں بھی پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کی طرف اشارہ کرکے ہندوستان میں مسلمانوں کو پاکستان کی منزل دکھائی۔ کچھ لوگ ان کی زندگی میں بھی ان پر کفر کے فتوے لگاتے تھے اور آج بھی ان کے خلاف بات کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

ہماری جماعت میں ان باتوں کے علاوہ ایک اور بات کی وجہ سے بھی وہ خاصے معروف ہیں۔ اور وہ یہ بات ہے کہ انہوں نے ایک رسالہ الدعا والاستجابۃ اور ایک اور رسالہ تحریر فی اصول التفسیر لکھا۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی ایک تصنیف میں ان دونوں رسالوں پر نظر ڈالی ہے۔ حضور نے سر سید احمد خان کے دعا کی نسبت عقیدہ پر کافی مفصل جرح کی۔ حضور کے اپنے الفاظ میں:

سید صاحب اپنے رسالہ مندرجہ عنوان میں دعا کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ استجابتِ دعا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ دعا میں مانگا گیا ہے وہ دیا جائے کیونکہ اگر استجابتِ دعا کے یہی معنی ہوں کہ وہ سوال ہر حال پورا کر دیا جائے تو دو مشکلیں پیش آتی ہیں۔

اوّل یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطراری سے کی جاتی ہیں۔ مگر سوال پورا نہیں ہوتا جس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ خدا نے استجابتِ دعا کا وعدہ کیا ہے۔

دوسری یہ کہ جو امور ہونیوالے ہیں وہ مقدر ہیں اور جو نہیں ہونے والے وہ بھی مقدر ہیں۔ ان مقدرات کے برخلاف ہرگز نہیں ہو سکتا پس اگر استجابتِ دعا کے معنی سوال کا پورا کرنا قرار دیئے جائیں تو خدا کا یہ وعدہ کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ان سوالوں پر جن کا ہونا مقدر نہیں ہے صادق نہیں آسکتا۔ یعنی از معنوں کے رو سے یہ عام وعدہ استجابتِ دعا کا باطل ٹھہرے گا۔ کیونکہ سوالوں کا وہی حصہ پورا کیا جاتا ہے جس کا پورا کیا جانا مقدر ہے۔ لیکن استجابتِ دعا کا وعدہ عام ہے جس میں کوئی بھی استثناء نہیں پھر جس حالت میں بعض آیتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جن چیزوں کا دیا جانا مقدر نہیں وہ ہرگز دی نہیں جاتیں اور بعض آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی دعا رد نہیں ہوتی اور سب کی سب قبول کی جاتی ہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ کر لیا ہے جیسا کہ آیت (ترجمہ مجھے پکارو میں جواب دونگا)۔ سے ظاہر ہے۔ پھر اس تناقض اور تعارض آیات سے بجز اس کے کیونکر مخلصی حاصل ہو کہ استجابتِ دعا سے عبادت کا قبول کرنا مراد لیا جائے یعنی یہ معنی کئے جائیں کہ دعا ایک عبادت ہے اور جب وہ دل سے اور خشوع اور خضوع سے کی جائے تو اس کے قبول کرنے کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ پس استجابتِ دعا کی حقیقت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ دعا ایک عبادت متصور ہو کر اس پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ ہاں اگر مقدر میں ایک چیز کا ملنا ہے اور اتفاقاً اس کیلئے دعا بھی کی گئی تو وہ چیز مل جاتی ہے مگر نہ دعا سے بلکہ اس کا ملنا مقدر تھا اور دعا میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب دعا کرنے کے وقت خدا کی عظمت اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل میں جمایا جاتا ہے تو وہ خیال حرکت میں آکر ان تمام خیالات پر جن سے اضطرار پیدا ہوا ہے غالب ہو جاتا ہے اور انسان کو صبر اور استقلال پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہو جانا لازمہ عبادت ہے۔ اور یہی دعا کا مستجاب ہونا ہے۔ پھر سید صاحب اپنے رسالہ کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ حقیقتِ دعا سے ناواقف اور جو حکمت اس میں ہے اس سے بے خبر ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ امر مسلّم ہے کہ جو مقدر نہیں ہے وہ نہیں ہونے کا تو دعا سے کیا فائدہ ہے۔ یعنی جب کہ مقدر بہر حال مل رہے گا خواہ دعا کرو یا نہ کرو اور جس کا ملنا مقدر نہیں اسکے لئے ہزاروں دعائیں کئے جاؤ کچھ فائدہ نہیں تو پھر دعا کرنا ایک امر عبث ہے اس کے جواب میں سید صاحب فرماتے ہیں کہ اضطرار کے وقت استمداد کی خواہش رکھنا انسان کی فطرت کا خاصہ ہے سو انسان اپنے فطرتی خاصہ سے دعا کرتا ہے بلا خیال اس کے کہ وہ ہوگا یا نہیں اور بمقتضائے اس کی فطرت کے اس کو کہا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔

سر سید احمد ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ کو پیدا ہوئے اور ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ کو انہوں نے وفات پائی۔ مغل سلطنت کے اختتام پر انہیں شدت سے یہ خیال آیا کہ یہ دراصل صرف بادشاہت کی تبدیلی نہیں ہے۔ دنیا کے ایک نئے نظام نے ایک بوسیدہ نظام پر ضربِ کاری لگائی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کو شکست ہوئی اور انگریزوں کی یہاں سلطنت قائم ہوئی۔ سر سید احمد کا خیال تھا کہ اوّل تو برطانوی حکومت یہاں جاری رہے گی لیکن اگر اسکا خاتمہ بھی ہو جائے تو اسکی جگہ کون لے گا۔ یہ سوال بہت اہم تھا وہ اس ملک کے باشندوں کے آپس کے تعلقات پر غور کرتے تھے تو ان کے لیئے یہ بات ایک معمے سے کم نہ تھی کہ آخر اس سلطنت کا نظام کون چلائے گا۔ وہ ۱۸۵۷ء کے ہندوستانی برطانوی ٹکراؤ کو بغاوت کا نام دیتے تھے۔ اور اس بغاوت کے اسباب ہندوستانیوں کے سامنے لانے کے لئے انہوں نے ایک کتاب بھی تصنیف کی جس کا نام ہے۔ اسباب بغاوتِ ہند۔ جب انہوں نے حکومت کی ملازمت اختیار کر لی تو انہیں اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ ہندوستان ایک غیر ملکی قوم کے ہاتھوں میں جا کر پابند ہو گیا ہے۔ وہ اس صورتِ حال سے اتنے دل برداشتہ تھے کہ انہوں نے سنجیدگی سے اس بات پر غور کرنا شروع کر دیا کہ وہ ہندوستان چھوڑ کر عرب چلے جائیں جہاں سے ان کا خاندان ہندوستان آیا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر مختلف طریقوں سے انکی مدد کا بیڑا اٹھایا۔ دوسروں کی مدد ہی کے جذبے میں انہیں ۱۸۵۷ء کے ایام میں انگریزوں کی حفاظت کرنے کا حوصلہ دیا۔ ولیم میور کی کتاب کا جواب لکھنے کے لئے انہوں نے اپنی جائیداد بیچی۔ اور انگلستان روانہ ہو گئے تاکہ زیادہ تحقیق کے ساتھ اس کتاب کا جواب تحریر کر سکیں۔ لندن سے واپسی پر انہوں نے تہذیب الاخلاق رسالہ جاری کیا۔ ۱۸۷۵ میں سکول کی بنیاد رکھی جو ۱۸۷۷ میں کالج بن گیا اور ان کی وفات کے ۲۲ برس بعد یونیورسٹی میں تبدیل ہو گیا۔ وہ شروع شروع میں ہندو مسلم اتحاد کے قائل تھے۔ اور اسی وجہ سے بہت سے اعلیٰ طبقے کے ہندو ان کے حلقۂ دوستی میں شامل تھے۔ لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ ہندوؤں نے اردو کی مخالفت کی اور ہندی زبان کو ضرورت سے زیادہ آگے لانے کی کوششیں جاری کر دیں۔ سر سید احمد خان اس اردو دشمنی سے بہت متاثر ہوئے اور ہندوؤں سے انکا اختلاف ہو گیا۔ پھر اس قدر بڑھا کہ انکی راہ ہندوؤں سے بالکل الگ ہو گئی۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے ایک دفعہ کہا تھا لوگ کہتے ہیں کہ سر سید نے ایک کالج کی بنیاد رکھی۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ایک قوم کی بنیاد رکھی۔ کیونکہ مسلمانوں میں علی گڑھ کالج نے جو جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ اسی جذبے نے آگے چل کر پاکستان کی بنیاد کا رُخ اختیار کیا۔ کہتے ہیں کہ جب قائداعظمؒ سیاست کے اس موڑ پر پہنچے جہاں پاکستان کا نظریہ جنم لے رہا تھا تو انہوں نے محسوس کیا کہ بنیادیں تو پہلے ہی رکھی جا چکی ہیں۔

نصاب وظیفہ نواب مبارکہ بیگم

کل نمبر ۱۰۰

۱۔ قرآن کریم: سورۃ نور با ترجمہ مع نوٹس۔ ——— (۳۰)

۲۔ حدیث: لجنہ مرکزیہ کا شائع کردہ کتابچہ برائے معیار دوم ۱۹۸۹ء (۱۵)

۳۔ جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ مرتبہ شیخ خورشید احمد۔ ——— (۱۵)

۴۔ عربی قصیدہ ابتدائی پینتیس ۳۵ اشعار حفظ با ترجمہ۔ ——— (۱۰)

۵۔ نماز با ترجمہ اور مسائل نماز۔ (۱۵)
عنوان برائے مضمون

۶۔ پردہ کے احکامات۔ ——— (۱۵)

——— ضروری نوٹ ———

یہ وظیفہ ان طالبات کو ملے گا جو آئندہ سال بھی اپنی تعلیم جاری رکھیں گی۔

(سیکرٹری تعلیم لجنہ مرکزیہ)

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالباسط شاہد

جذبات و اشتعال کی بجائے توازن و اعتدال ضروری ہے

قائداعظم کی کامیاب قیادت اور اصول پسندی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ہندو سامراج کے مذموم منصوبوں سے نجات حاصل ہوئی اور ایک علیحدہ اسلامی ملک - پاکستان - معرض وجود میں آیا۔ قیام پاکستان سے قبل ہندو مسلم فسادات روزمرہ کا معمول بن چکے تھے۔ بالعموم ایسے فسادات قومی تہواروں کے موقع پر ہوتے تھے۔ اور یا یہ صورت بھی ہوتی تھی کہ بعض شرپسند اور لیڈرے امن و سکون کی خوشگوار فضاء کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے رستہ میں روک سمجھتے ہوئے بعض خفیہ چالوں سے فسادات برپا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے مثلاً یہ حیلہ بہت عام تھا کہ ہندوؤں نے از خود گائے ذبح کر کے یا کسی سے گائے ذبح کروا کے اس کا سر یا دم مسلمانوں کے علاقہ میں رکھوا دینا اور پھر خود ہی "مخبری" کر کے اس "خلاف مذہب" حرکت سے لوگوں کو اس رنگ میں آگاہ کرنا کہ مسلمانوں نے ہمارے مذہبی جذبات کو جان بوجھ کر مجروح کیا ہے۔ ایسی خبریں اپنی مخصوص نوعیت کی وجہ سے شہر اور علاقہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلتیں اور دیکھتے ہی دیکھتے فسادات برپا ہو جاتے۔ جس کے نتیجہ میں بہت سی معصوم جانیں ضائع ہوتیں۔ قیمتی املاک اور جائدادیں تلف ہوتیں۔ باہم تعلقات میں رخنہ اندازی ہوتی اور بات دور تک پہنچ جاتی۔ بعض دفعہ ہندوؤں کی طرف سے یہ الزام عائد کیا جاتا کہ مسلمانوں نے ہمارے مندر کے پاس "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا تھا جس سے ہمارے جذبات مجروح ہوئے اور دھرم بھرشٹ ہو گیا۔ اس "گناہ" کی پاداش میں پھر وہی قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوتا جس سے سوائے چند لیڈروں اور شرپسندوں کے کسی کو بھی فائدہ نہ پہنچتا۔ ان مثالوں میں یہ امر بھی بہت نمایاں اور واضح ہے کہ اکثریت کے جذبات بہت ہی نازک ہوتے ہیں۔ جو بہت جلد مجروح ہو کر اشتعال کا باعث بن جاتے ہیں اور چونکہ برصغیر ہندوستان میں ہندو اکثریت میں تھے لہٰذا بالعموم ان کے ہی نازک جذبات بہت جلد مجروح ہو جایا کرتے تھے۔ اور وہ مسلم اقلیت کے لئے سوہان روح بنے رہتے تھے۔ ان حالات میں اعتدال، توازن قائم رکھنا یا کسی لیڈر کی طرف سے اس اہم امر کی طرف توجہ دلانا بھی کافی مشکل ہو جاتا تھا۔ تاہم ۱۹۳۷ء میں ایک ایسے موقع پر جب شکارپور سندھ میں شدید ہندو مسلم فسادات رونما ہوئے تو حضرت فضل عمرؓ نے کراچی سے مندرجہ ذیل بیان جاری فرمایا۔

"اس قسم کے حادثات ہر سوسائٹی کیلئے خواہ اس کا معیار تمدن کچھ بھی ہو سخت افسوسناک ہیں۔ اگر کسی ہندو نے قرآن کریم کو جلایا ہے تو یہ بہت رنجدہ امر ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان فرقہ وار فساد پیدا کرنے کی غرض سے ایسی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے تو یہ اور بھی زیادہ قابل مذمت بات ہے۔ . . . ایک مذہبی انسان کی حیثیت سے میرے نزدیک سب سے اہم چیز اس مسئلہ کا اخلاقی پہلو ہے۔ اگر ہندو اور مسلم عوام پر یہ بات پوری طرح واضح کر دی جائے کہ اس قسم کے جرم کا ارتکاب افراد ہی کرتے ہیں۔ اور اگر بعض حالات میں سزا کی ضرورت محسوس ہو تو جرم کا ارتکاب کرنے والا ہی سزا کا مستحق سمجھا جائے۔ نہ کہ اس قوم کے سارے افراد۔ تو مجھے یقین ہے کہ اس قسم کے فسادات میں بہت کچھ کمی ہو جائے گی۔ . . . . . حقیقت یہ ہے کہ گو اس قسم کے مختلف واقعات کی تفصیلات میں ہمیشہ اختلاف ہوتا ہے۔ تاہم اگر ذہن انسانی کی کیفیت کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو اس میں ہمیشہ یکرنگی دکھائی دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی قسم کے واقعات میں مختلف اصول کا استعمال ہمیشہ شبہات اور بدگمانیاں پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ لہٰذا ان حالات میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات کی تحقیق حقائق اور محض حقائق کی بناء پر کی جائے۔ اس میں ان ذہنی اصول کا کوئی دخل نہ ہو جو تحقیقات کرنے والوں کے اپنے تعصب کی بناء پر تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ . . . ہندو اور مسلم اخبارات کو اس قسم کے معاملات پر اظہار خیال کرتے ہوئے یہ احتیاط کرنی چاہیئے کہ ان کی تحریرات جہاں ایک طرف ایک قوم کی تسکین کا موجب ہوں وہاں دوسری قوم کے جذبات مجروح نہ ہونے پائیں۔"

(الفضل ۲۵ مئی ۱۹۳۷ء)

بقیہ: شذرات

کراچی شامل ہیں۔ ان مراسلہ نگاروں میں ایک اور صاحب لطف الرحمٰن مسعود بھی ہیں جو سیالکوٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کے فل بینچ نے جن کی سربراہی چیف جسٹس سلام کر رہے تھے۔ ایک نہایت تاریخی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ اور وہ فیصلہ ہے لفظ "شہید" کے اطلاق کے متعلق۔ اس عدالت عالیہ نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ کسی عدالت کو اس بات کا حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کے متعلق شہید ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ جسے چاہے شہید قرار دے اور جسے چاہے شہید قرار نہ دے۔ اس فیصلے کا ذکر کرتے ہوئے مسعود صاحب نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دنیاوی یا سیاسی اسمبلیاں اور دنیاوی عدالتیں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتیں کہ کون عیسائیوں میں سے عیسائی ہے۔ اور کون مسلمانوں میں سے مسلمان ہے۔ یا اس کے برخلاف یعنی وہ یہ نہیں کر سکتیں کہ جو شخص اپنے آپ کو عیسائی کہتا ہے وہ عیسائی نہیں ہے۔ اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ مذہب یا انسانی ضمیر کا فیصلہ اس طرح نہیں کیا جا سکتا صرف خدا تعالیٰ کے ہی اختیار میں یہ بات ہے کہ وہ ایسا فیصلہ صادر فرمائے۔ تمام مذہبی پیشواؤں اور شہید جن کی لوگ عزت کرتے ہیں اور جن سے لوگ محبت کرتے ہیں ان کی عزت کی جانی چاہیئے۔ اسلام تو یہ بھی کہتا ہے کہ پتھروں کے بنے ہوئے بتوں کو بھی برا نہ کہو۔ کیونکہ اس سے ان بتوں کے پجاریوں کے دل مجروح ہوں گے۔

اطلاعات و اعلانات

اعلان دارالقضاء

● مکرم مرزا محمد یوسف صاحب مکان نمبر ۳۹، گلی نمبر ۳۱، محلہ دتانگر۔ بادامی باغ۔ لاہور نے درخواست دی ہے کہ انکے والد مکرم منشی محمد رمضان صاحب کے دو پلاٹ نمبر ۱۸،۱۷/۵۰ محلہ دارالعلوم شرقی ربوہ میں موجود ہیں۔ براہ کرم پلاٹ نمبر ۱۸/۵۰ خاکسار مرزا محمد یوسف کے نام اور پلاٹ نمبر ۱۷/۵۰ میرے بھائی محمد احمد صاحب جاوید کے نام منتقل کر دیا جائے۔

لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دے۔

● محترمہ مبارکہ شوکت صاحبہ معرفت شریف ڈینٹل کلینک اقصیٰ روڈ۔ ربوہ نے درخواست دی ہے کہ انکے خاوند محمد کریم صاحب (وفات ۱۹۸۶ء) کا ترکہ پلاٹ نمبر ۲/۴۴ محلہ دارالعلوم ربوہ درخواست دہندہ اور انکے دو بچوں ظہیر احمد، سمیرا کنول کے نام منتقل کیا جائے۔ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اعتراض ہو تو تیس دن کے اندر اطلاع دے۔

(ناظم دارالقضاء)

تبدیلی سائیکل

۲۹ اپریل کو نثار جنرل سٹور پر ایک سائیکل تبدیل ہو گئی ہے۔ جن صاحب کی ہو مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ شیخ کلاتھ ہاؤس، اقصیٰ روڈ ربوہ

اعلان گمشدہ

ایک کلائی کی گھڑی (زنانہ) گھر سے ریلوے سٹیشن تک جاتے ہوئے کہیں کھو گئی ہے۔ جس کسی کو ملی ہو براہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بشریٰ حکمت
مکان نمبر ۴/۱۸ دارالصدر شرقی ۳
عقب فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از میر نور احمد تالپور امیر جماعت احمدیہ - حیدر آباد

یادِ رفتگاں

بیگم شیریں تالپور صاحبہ کا ذکرِ خیر

مورخہ ۱۵/۱۲/۱۹۸۶ بوقت دوپہر شیریں خانم صاحبہ دختر ظفر الحق خان صاحب جو میری دوسری بیوی تھیں قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ انہوں نے ایک فرزند اور تین دختران پیچھے چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

شیریں خانم صاحبہ سے میرا نکاح اور شادی مارچ ۱۹۷۰ء بمقام کراچی ہوئی۔ اس وقت سے لے کر وفات تک انہوں نے یہ رشتہ خیر اور خوبی اور خوش اسلوبی سے نبھایا اور اپنے آپ کو ایک مثالی احمدی ماں بھی ثابت کیا اور اپنے بچوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کا ہمیشہ خیال رکھا اور اپنی پوری کوشش کرتی رہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل اور رحم سے ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں بلند درجہ عطا کرے۔

موصوفہ مخلص احمدی خاتون تھیں اور جماعت کی تحریکوں اور چندوں میں اخلاص سے حصہ لیتی تھیں۔ اور ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتی تھیں کہ ان کے بھائی بہنوں کی حضور ایدہ اللہ سے ملاقات ہوتی رہے اور ذاتی تعلق بڑھے۔ جولائی ۱۹۸۶ء کے U.K. Jalsa میں انکی تحریک پر خاکسار بچوں اور بیگمات سمیت شامل ہوا اور سارا خاندان حضور ایدہ اللہ کی زیارت اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ وہ اس وجہ سے بہت خوش تھیں اور U.K. سے واپس آنے پر ان کا ارادہ تھا کہ جلسہ سالانہ ربوہ کی حکومت کی طرف سے اجازت ملے یا نہ ملے تمام خاندان سمیت ربوہ جائیں گے تاکہ مرکز سے رشتہ استوار رہے۔ بہت ہمدرد اور ملنسار طبیعت پائی تھی۔ اس لئے رشتہ داروں سے مخلصانہ تعلق قائم رکھنے کی کوشش میں رہتی تھیں۔

شادی سے پہلے بی۔ اے پاس کر چکی تھیں اور بچوں کو پڑھانے کا شوق تھا۔ ۱۹۸۰ء میں سندھ یونیورسٹی سے B.Ed. کا امتحان اول پوزیشن حاصل کر کے پاس کیا اور پھر حیدر آباد کے حیات میموریل گرلز ہائی اسکول سے منسلک ہو گئیں۔ اس اسکول میں B.Ed پاس کرنے سے پہلے بھی پڑھاتی رہی تھیں۔ پھر اپنے شوق اور محنت کی وجہ سے جلد ہی اس اسکول کی پرنسپل مقرر ہو گئیں۔ اور اسکول کی ایڈمنسٹریٹر کے ساتھ بہناپہ قائم ہو گیا۔ دونوں کی محنت سے یہ اسکول پرائمری سے ہائی اسکول بن گیا اور انکی وفات کے وقت لڑکیوں کی تعلیم کے لئے حیدر آباد کا یہ اسکول نیک نام ہو گیا۔

۹/۱۲/۸۶ کی صبح جب میں نمازِ فجر کے لئے بیت الظفر جا رہا تھا تو سر میں درد کی شکایت کی۔ یہ درخواست بھی کی کہ جماعت میں دعا کی تحریک کی جائے اور ساتھ ہی صدقہ کے لئے رقم بھی دی۔

تکلیف کے باوجود اسکول جاتی رہیں کیونکہ لڑکیوں کے Admission Forms میٹرک کے امتحان کے لئے بھجوانے تھے۔ ۱۲/۱۴ کی دوپہر تک یہ کام مکمل کر دیا اور پھر کہا کہ اب میں تھک گئی ہوں اور بستر پر لیٹ گئیں۔

اس دوران تین ڈاکٹروں کا علاج کروایا گیا اور سر میں درد کا سبب بلڈ پریشر سمجھا گیا اور اس کا علاج ہوتا رہا۔ ۱۲/۱۴ بعد از دوپہر ڈاکٹر نور محمد میمن پروفیسر لیاقت میڈیکل کالج کو دکھایا گیا۔ انہوں نے چند Test کروانے کو کہا لیکن جب تک میں ان Tests کی رپورٹ لایا تب تک حیدر آباد میں مغرب کے بعد کراچی کے فساد کی وجہ سے غیر معینہ عرصہ کے لئے کرفیو کا نفاذ ہو گیا۔ اور ڈاکٹروں سے رابطہ، علاج اور حصول ادویہ مشکل ہو گیا۔ رات کو مرحومہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور اس وقت CIVIL HOSPITAL لے گئے۔ ڈاکٹروں نے ۱۲ گھنٹہ تک پوری کوشش کی لیکن پھر ہوش نہیں آیا۔ بعد میں ڈاکٹر نے بتایا کہ دماغ کی رگ میں خون کے جمنے سے رکاوٹ ہو گئی تھی اور سر کے درد کی یہی وجہ تھی۔ بالآخر ۱۵/۱۲/۸۶ کو بعد دوپہر جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

ان کی اچانک جدائی کا صدمہ بچوں نے بڑے صبر اور استقامت سے برداشت کیا۔ مرحومہ کے بڑے بھائی محمود ظفر خان صاحب بیرون ملک ہی تھے اسلئے وہ تدفین میں شامل نہ ہو سکے لیکن برادرم ونگ کمانڈر شوکت ظفر صاحب اور ہمشیرگان بیگم عبدالوہاب فانی اور بیگم ملک رشید احمد خان لاہور سے اور بیگم خان کراچی سے تشریف لائے۔ اور تدفین میں شرکت کی جو ۱۶/۱۲/۸۶ کو احمدیہ قبرستان حیدر آباد میں تکمیل پائی۔ کرفیو کے باوجود احباب جماعت حیدر آباد۔ عزیزوں رشتہ داروں کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے شرکت کی۔ جس کے لئے میں ممنون ہوں اور دعاگو ہوں کہ خدا تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جنہوں نے تعزیت کی اور ہمارے دکھ میں شریک ہوئے۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔

حضور ایدہ اللہ نے خاص خط کے ذریعے تعزیت فرمائی اور موصوفہ کے لئے دعا کی اور بچوں کیلئے دعا کی۔ ہم سب اہل خاندان حضور کی ہمدردی کے ممنون احسان ہیں۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۴۹۴۸ ۱۔ میں ملک ولی داد ولد ملک دوست محمد صاحب قوم مجوکہ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن احمد آباد P/O کھائی کلاں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۱۲/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) کچا مکان رہائشی (۲) زرعی اراضی برقبہ ۶۰ کنال ۱۰ مرلہ۔ مکان کا رقبہ زمین میں شامل ہے کل جائیداد کی اندازاً قیمت پانچ لاکھ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ بارہ ہزار روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ملک ولی داد مجوکہ احمد آباد جنوبی P.O کھائی کلاں تحصیل نور پور تھل ضلع خوشاب۔ گواہ شد نمبر ۱ ملک رشید احمد ولد ملک متاع محمد صاحب کھائی کلاں ضلع خوشاب۔ گواہ شد نمبر ۲ محمد مراد ولد حاجی جیون صاحب ساکن کھائی کلاں ضلع خوشاب۔

مسل نمبر ۲۶۹۴۹ ۱۔ میں حامدہ زرین زوجہ مبشر احمد زاہد قوم گجر پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ٹوکیو جاپان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲/۸۷ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۱۱۹ گرام مالیتی ۳۰۹۴/- (۲) دو گھڑیاں مالیتی ۴۰۵/- (۳) نقد پندرہ ہزار روپے (۴) حق مہر تیس ہزار روپے بذمہ خاوند اس وقت مجھے مبلغ 20,000/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ حامدہ زرین زوجہ مبشر احمد زاہد ٹوکیو جاپان۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مبشر احمد زاہد وصیت نمبر ۲۴۸۲۸ خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ فہیم احمد خالد وصیت نمبر ۲۵۲۲۵۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑا اور قوم اور برادری کی کچھ بھی پرواہ نہ کی خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ ساری دنیا جانتی ہے۔ جس مکہ سے آپ نکالے گئے تھے اسی مکہ میں ایک شہنشاہ کی شان اور حیثیت سے داخل ہوئے

—— حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر لیمنگٹن (برطانیہ) کے میئر مسٹر کون فلپ ایم کی خدمت میں قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا گیا۔

بائیں سے دائیں: مکرم مرزا محمود احمد صاحب، مکرم آفتاب احمد خان صاحب نیشنل امیر برطانیہ، مکرم سلیمان یوسف صاحب، مکرم عبد الغفور صاحب، مکرم میئر صاحب، مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب مربی انچارج برطانیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

★ ریگن کے مشیر کرنل اولیور نارتھ جنہوں نے ایران کو اسلحہ کی فراہمی میں اہم کردار ادا کیا تھا، پر جرم ثابت ہو گیا ہے۔ انہیں ایران کونٹرا اسکینڈل میں دستاویز تلف کرنے اور دیگر جرائم کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ انہیں ۱۰ سال قید اور ساڑھے سات لاکھ ڈالر جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے۔ نیز انکی ۱۹ سو ڈالر ماہانہ کی پنشن فوری طور پر ختم کر دی گئی ہے۔ دوسری طرف جارج بش نے اس بات کی تردید کی ہے کہ ایران کونٹرا اسکینڈل سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا۔

★ افغان حکومت نے حال ہی میں سکڈ میزائل پاکستانی سرحد کے قریب منتقل کر دیئے ہیں۔ افغان حکومت متعدد بار پاکستانی علاقہ پر باضابطہ حملہ کر چکی ہے اور پاکستان کے متعدد شہری ان حملوں میں ہلاک و زخمی ہو چکے ہیں۔

★ وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو کی حفاظت کیلئے خصوصی سکیورٹی گارڈ تیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جو تیس اعلیٰ تربیت یافتہ اور چوکس افراد پر مشتمل ہوگا۔

★ یوم القدس کے موقعہ پر گذشتہ دنوں ملک کے مختلف شہروں میں مظاہرے ہوئے، فلسطین کی آزادی کے حق میں نعرے لگائے گئے اور امریکی پرچم کو نذرِ آتش کیا گیا۔

★ کالے دھن کو سفید میں تبدیل کرنے کے لئے ایک ترمیم شدہ فارمولا وزارتِ خزانہ کے زیرِ غور ہے جس کے مطابق ہاؤسنگ اور الیکٹرانک کی صنعتوں میں مقررہ میعاد کے اندر لگائے گئے سرمایہ کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ سرمایہ کہاں سے آیا۔

★ بھارت میں حکمران جماعت اور حزبِ اختلاف کے ارکان کے درمیان تلخ کلامی ہوئی۔ دونوں اطراف کے ارکان کھڑے ہو گئے اور چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ اس دوران ایوان میں کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا۔ اجلاس ۱۵ منٹ تک ملتوی رہا۔

★ زراعت اور لائیوسٹاک کے میدان میں پاکستان اور امریکہ مشترکہ منصوبہ شروع کرینگے۔ ملک میں میکسیکو کی طرز پر آزمائشی زرعی فارم قائم کرنے کا پروگرام تیار کیا جائے گا۔ امریکہ پاکستان کو زرعی تحقیق کے فروغ کے لئے ضروری معلومات مہیا کرے گا۔

★ امریکہ کے صدر جارج بش نے سوویت یونین کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر مار کرنے والے میزائلوں کی کمی کیلئے بات چیت کو خارج از امکان قرار دیدیا ہے۔ وائٹ ہاؤس کے ایک ترجمان نے کہا کہ تھوڑے فاصلے پر مار کرنے والے میزائلوں سے پہلے روائتی ہتھیاروں کے مسئلے کو حل کرنا چاہیئے۔

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر۔ ربوہ
فنی تعلیمی بورڈ سے منظور شدہ فون ۵۹۲
الیکٹریشن۔ ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ ٹریڈز میں داخلہ شروع ہے۔
مدت کورس ۶ ماہ
بیکار نہ رہیئے
ہنر سیکھئے

برائے فروخت
فون ۸۵۰۵
بلاک ۱۸۔ دارالرحمت، ربوہ میں ایک عدد ۱۰ مرلہ کا پلاٹ
اسلام آباد کنسلٹنٹس
جائیداد کی خرید و فروخت کا موزوں ادارہ
۸۸۔ آئی اینڈ ٹی سنٹر جی ۸/۱ اسلام آباد

سرزمین قادیان کا اولین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

ACADEMY OF KOREAN MARTIAL ARTS OF PAKISTAN (AKMA)
TAE KWON DO
KOREAN TRADITIONAL OLYMPIC MARTIAL ART
International Instructor: Syed Nadir Saidain (Black belt 3rd Dan)
Certifide by: World Taekwondo Federation (WTF) Korea.
Universal Taekwondo Federation (WTF) Korea.
3 times National Champion &
Silver Medalist in Asian Taekwondo Championship.
H.NO - 153 , ST - 48, F- 10 / 4
ISLAMABAD , PAKISTAN. PH: 858598.